داستان رتن پدم

ڈاکٹر مسز صفیہ جاریہ انیس
پوسٹ ڈاکٹرل فیلو
شعبہ فارسی - علی گڑھ مسلم یونیورسٹی
علی گڑھ

داستان رتن پدم ہندوستان کی ایک قدیم عشقیہ داستان ہے۔ اس داستان کو سب سے پہلے فارسی زبان میں عبدالشکور بزمی نے سنہ ۱۶۱۸ء (مطابق ۱۰۲۸ھ) میں لکھا۔ اس وقت ان کی عمر ۳۹ سال کی تھی جیسا کہ وہ خود کہتے ہیں ؎

در سن سی و نہ رسیدہ بودم ۔۔۔ کاین نقش طرب فزا سرودم
در سال ہزار و بست و ہشت ۔۔۔ این سلک خیال منتظم گشت (۱)

یہ مثنوی ۴۰۱۴ اشعار پر مشتمل ہے ؎

شد باسہ ہزار و چار دہ در ۔۔۔ این درج ز موج طبع من پر (۲)

مندرجۂ ذیل شعر سے مثنوی کا آغاز ہوتا ہے ؎

ای نام تو نقش لوح جانہا ۔۔۔ درماندہ بوصف تو زبانہا (۳)

حمد کے بعد مناجات لکھی اور واقعہ معراج حضرت صلّی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیا اس کے بعد بادشاہ جہانگیر کی مدح لکھی اور پھر اس داستان کا سبب تالیف اس طرح بیان کیا ؎

(حاشیہ نمبر ۱ تا ۳ صفحہ ۲۶ پر)

بودم بہ چنیں طرب نشستہ / گلدستہ زباغ طبع بستہ
ناگاہ رسیدہ قبلہ گاہم / کاو ہست دریں جہاں پناہم
پرورد مرا بہ مہربانی / آموختہ علم نکتہ دانی
در بیت و غزل دقائق اندیش / ہم میل بہ شعر ہندیش بیش
میزان خیال نکتہ سنجان / معیار زر نہفتہ گنجان
دانای رموز ہر سخنور / چون نام خودش خود منور
گفتا کہ چہ سحر آزمودی / غواص کدام بحر بودی
برخاستم و سلام کردم / شکر از نعم دوام کردم
گفتم کہ کدام شعر خوانم / کاندر بر تو خجل بمانم
زانجا کہ ادب است در اطاعت / خواندم غزلی بہ صد صناعت
گفت ای سخنت چو مشک اذفر / پیچیدہ بہ صد ہزار دفتر
دانی کہ زمانہ را وفا نیست / در گنبد چرخ این صدا نیست
این بادہ مخواہ از نگون طاس / خونخواری روزگار بشناس
تا چند بہ ایمنی کنی خواب / این فرصت پنج روزہ دریاب
گفتی غزل و قصیدہ بسیار / گو مثنوی بہ تازہ گفتار
عشق رتن و پدم بیان کن / افسانہ بہ پارسی زبان کن (۱)

(حاشیہ نمبر ۱ تا ۲ ص ۲۵) (۱) داستان پدماوت از ملا عبدالشکور بزمی بہ کوشش دکتر امیر حسن عابدی ص ۲۲۶ ~~(۲) ایضاً~~ (۳) ایضاً ص ۲۱۔

ص ۲۶:

(۱) ایضاً ص ۴۸ و ۴۹۔

بزمی نے داستان کا آغاز سنگل دیپ یعنی جزیرہ سیلان کی خوبصورتی اور سجاوٹ کے بیان سے کیا ہے ؎

شہری است دراو بتان دل آشوب ملکی است از و بہشت سرکوب

یک راہ و در او ہزار منزل یک کوی و در او ہزار بابل

یک قصر و ہزار نقش بندی یک خانہ و صد نشاط مندی

ہر کوچہ وفور ماہ رویان باخود بہ بہانہ جنگ جویان (۱)

اس خوبصورت جزیرہ پر ایک بادشاہ تمام جاہ و جلال اور شان و شوکت کے ساتھ حکومت کرتا تھا۔ اس کے یہاں نہایت خوبصورت اور حسین بچی پیدا ہوئی۔ نجومیوں نے اس کے بارے میں پیشین گوئی کی کہ وہ بچی نیک بخت اور بلند اقبال ہے جب وہ پندرہ سال کی ہو جائے گی تو اس کی شادی ایک خوش بخت اور صاحبِ اقبال بادشاہ سے ہوگی اور اس ملک سے چھوڑ جائے گی۔ اس بچی کا نام پدم رکھا گیا ؎

دیدند سعادتش سر انجام کردند بہ فرخی پدم نام

بگشاد پدر در خزانہ پُر کرد ز زر کف زمانہ (۲)

الغرض ناز و نعم کے ساتھ اس کی پرورش ہونے لگی جب وہ چھ سال کی ہوئی تو مکتب میں بٹھائی گئی۔ اس کے پاس ایک طوطی تھا جو کچھ وہ اُستاد سے سیکھتی تھی طوطی کے سامنے پڑھتی تھی۔ طوطی بھی اسے ازبر کر لیتا تھا ؎

زان پیش کہ درس گوید اُستاد می کرد پدم سبق بہ دل یاد

ہر حرف کہ بر زبان براندی بر طوطی خویش باز خواندی

تا آنچہ پدم ز برہمن خواند طوطی ہمہ بر زبان خود راند (۳)

چار سال بعد پدم تمام علوم سے بہرہ مند ہو گئی۔ باپ نے اس کے لئے ایک عصمت کدہ بنوایا

---

(۱) ایضاً ص۵۱ (۲) ایضاً ص۵۲ (۳) ایضاً ص۵۲۔

اور اس سے کہا کہ وہ پردہ نشین ہو کر اس محل کے اندر رہے اور اس کی خدمت کے لئے دو سو کنیزیں بھی ساتھ کر دیں جو درحقیقت باپ کی جاسوس تھیں اور پدم جو کچھ بھی محل میں کرتی تھی اس کی خبر اس کے باپ تک پہنچا دیتی تھیں۔

محل میں پدم زمانے کے نشیب و فراز سے بے نیاز ہنسی خوشی کے ساتھ رہ رہی تھی اس کے حسن کا یہ حال تھا کہ ؎

در خندہ چو لعل لب گشادی | صد برق بر خرمن او فتادی
بلبل بہ نواز رنگ رویش | زنبور سیاہ مست بویش
در آینہ روی اگر بدیدی | خورشید ز آینہ چکیدی
اگر شانہ زدی بہ زلف پرخم | می کرد دل زمانہ برہم (۱)

محل کے اندر پدم کا بجز طوطی کے کوئی محرم راز نہ تھا۔ اس سے وہ دل کی باتیں کرتی تھی اور طوطی بھی اس سے رات کے وقت رنگین افسانے بیان کرتی تھی۔ وہ طوطی کی والہ و شیدا ہو گئی (۲)۔ جاسوسوں نے اس بات کی خبر پدم کے باپ تک پہنچائی۔ بادشاہ کے دل میں حسد پیدا ہوا۔ اس نے حکم دیا کہ ایک بلی پدم کے محل میں آزاد چھوڑ دیں۔ طوطی نے جب بلی کو دیکھا تو بہت ہراساں ہوئی اور پدم سے درخواست کی کہ مجھے قید و بند کی صعوبتوں سے آزاد کر دو۔ پدم یہ سن کر روئی اور کہا ؎

گفت ای من و تو ہمیشہ یکجا | یک خاطر و یک زبان و یکتا
بودیم بہم ز خورد سالی | کردیم بہم فسون سگالی
گو بیم تراز دشمنان است | اینک پدمت نگاہبان ست (۳)

خوفزدہ طوطی کو پدم کی باتوں سے تسلی ہو گئی۔

---

(۱) ایضاً ص ۵۴ (۲) ایضاً ص ۵۵ (۳) ایضاً ص ۵۷۔

برہمنوں نے ناقوس بجائے اور دیر سے اس طرح صدا بلند ہوئی کہ آج سورج گرہن ہے اور بتوں کے نہانے میں بڑا ثواب ہے۔(۱) پدم بھی غسل کے ارادے سے مع کنیزوں کے حوض پر آئی ، وہ برق کی مانند داخل آب ہوئی اور اپنے حسن کے جادو سے پانی میں بھی آگ لگا دی۔ اس نے جب اپنے عنبریں گیسوؤں کو دھویا تو ایک طاؤس انھیں سانپ سمجھ کر فریب کھا گیا اور بے ہوش ہو گیا۔(۲)

پدم جب حوض سے باہر نکلی اور اپنا بیش قیمت لباس زیب تن کیا تو اچانک اسے یہ خبر ملی کہ جب گھر کو بلی نے خالی پایا تو طوطی کو اپنا شکار بنانا چاہا لیکن طوطی اس کے چنگل سے جان بچا کر نکل بھاگی اور بیابان کی طرف اڑ گئی۔ یہ سنتے ہی پدم کو سخت صدمہ پہنچا، وہ روتی ہوئی محل میں پہنچی وہاں قفس خالی پا کر زار زار روئی اور اس طرح روتے ہوئے قفس سے فریاد کرنے لگی ؎

نزدیک قفس بنشست و گریست گفت ای قفس این خموشی از چیست
زان نغمہ کہ از تو می شنیدم ہر دم بہ نشاط من رسیدم
ہاں رسم قدیم را بکن یاد بکشائی لب و جہان بکن شاد (۳)

دوسری طرف طوطی قید و بند کی صعوبتوں سے آزاد ہو کر چمن میں پہنچی ، وہاں جب وہ سرو کو دیکھتی تھی تو پدم کے قد کی یاد آتی تھی۔ جب سیب کھانے کے لیے چونچ کھولتی تھی تو زنخدان پدم آنکھوں کے سامنے آجاتے تھے اور جب نرگس کو دیکھتی تھی تو چشم پدم کی یاد سے جگر داغدار ہوتا تھا۔ ایک دن ایک صحرا سے گزر رہی تھی، تب ہی اس کی نظر ان دانوں پر پڑی جسے صیاد نے دام کے لئے بکھار کھا تھا ، وہ اس دام سے بے خبر جیسے ہی دانے کھانے کے لئے بیٹھی صیاد کے دام میں اسیر ہوا۔ اس دام میں ایک کوا بھی اسیر تھا۔ اس نے

---

(۱) ایضاً ص ۵۸ (۲) ایضاً ص ۵۹ (۳) ایضاً ص ۶۰

بطور طعنہ پوچھا کہ تم تو دانا و بینا تھیں کیوں گرفتار ہوئیں۔ طوطی نے بادل ناخواستہ جواب دیا دانوں کے فریب میں آکر ہم دونوں گرفتار ہوئے۔(۱) شام کے وقت صیاد طوطی کو فروخت کرنے کی غرض سے بازار میں لایا۔ وہاں ایک قافلے والے جو چیتوڑ کو جا رہے تھے خرید و فروخت کر رہے تھے اور ارزاں سامان خرید کو بہت منافع کما رہے تھے ان میں ایک غریب برہمن بھی تھا جس کے پاس کچھ رقم نہ تھی وہ دل میں خجل ہو رہا تھا کہ بازار سے کیا خریدوں اور کس طرح خریدوں۔ اتنے میں اس کی نگاہ طوطی پر پڑی صیاد سے اس کی قیمت پوچھی۔ اس بے خبر صیاد نے جسے طوطی کی قدر و قیمت کا اندازہ نہ تھا کہا "شش و چہار دینار" (۲) برہمن نے اپنے پرانے دستار کے بدلے میں طوطی کو خرید لیا اور خوش خوش بازار سے روانہ ہوا۔

جب قافلہ چیتوڑ پہنچا جہاں بادشاہ "رت" کی حکومت تھی تاجوں کی زبانی اسے پتہ چلا کہ ایک برہمن ایک خوبصورت طوطی بھی لایا ہے تو اس نے اسے مع طوطی کے دربار میں بلوایا اور طوطی کو دیکھ کر اس سے پوچھا کہ اپنے بارے میں کچھ بتائے طوطی نے کہا ؎

من داشتم آشیانۂ اوّل در سایۂ سرو باغ سنگل
کردہ است مرا ہوای عالم بیرون زبہشت ہمچو آدم
من بلبلی ام زباغ لاہوت افتادہ بہ بند دام ناسوت (۳)

رت نے طوطی کی خوش بیانی دیکھی تو صد ہزار دینار میں برہمن سے خرید لیا اور طوطی رت بادشاہ کے ساتھ رہنے لگی۔ رت اس کی باتوں پر نہایت خوش ہوتا تھا اور اسے اپنی آنکھوں سے اوجھل نہیں ہونے دیتا تھا۔ ایک دن رت شکار کھیلنے گیا ہوا تھا، طوطی کو گھر میں قفس کے اندر چھوڑ گیا تھا۔ خاتون حرم نے اپنا سنگار کیا اور آئینہ میں اپنا حسین چہرہ دیکھا اپنے حسن پر اسے ناز پیدا ہوا اور کنیزوں سے دریافت کیا کہ آفتاب

---

(۱) ایضاً ص ۶۱ و ۶۲ (۲) ایضاً ص ۶۳ (۳) ایضاً ص ۶۵

تیز ہے یا اس کا حسن موج خیز ہے کیا مجھ سے زیادہ حسین اس دنیا میں اور کوئی ہے کنیزوں نے جواب دیا کہ یہ بات طوطی سے معلوم کرنی چاہیے۔ اپنے حسن پر غرور کرتی ہوئی خاتون حرم طوطی کے پاس پہنچی اور اس سے بھی یہی سوال کیا۔ طوطی نے اس کے حسن کا مذاق اڑایا اور پدم کا حسن اس سے بیان کیا ؂

دیدم صنمی بہ ملک سنگل   کز دیدہ بہ دل در آید اول
شمعی است رخش بہ نور جاوید   پروانہ اوست ماہ و خورشید
حسنش چوں بیان کنم دریں شہر   آتش بیفتد بہ خانۂ دہر
روی تو کجا و پشت پایش   لایق نئی ازیں فدائیش (۱)

خاتون حرم یہ سن کر نہایت برہم ہوئی اور طوطی کو مار ڈالنا چاہا۔ بوڑھی دایہ نے اسے سمجھایا کہ ابھی نہیں مارو پہلے اسے بادشاہ کی نظر سے پوشیدہ رکھو بادشاہ واپس آنے کے بعد اسے فراموش کر دے تب تم ہلاک کرنا ورنہ دوسری صورت میں بادشاہ کا عتاب تم پر نازل ہوگا۔(۲)

بادشاہ جب شکار سے واپس آیا اور قفس کو خالی پایا تو طوطی کو ہر جگہ تلاش کروایا۔ خاتون حرم سے بھی سختی کے ساتھ دریافت کیا۔ اس نے دیکھا کہ بادشاہ بغیر طوطی کے سخت برہم ہے تو مجبوراً طوطی اس کے حوالے کر دیا۔ طوطی کی زبانی بادشاہ حقیقت حال سے باخبر ہوا اور پدم کے حسن کا راز اس پر کھلا ؂

جادو سخنی بہ دل فریبی   عاشق منشی بہ ناشکیبی
خونیں نگہی بہانہ جوی   پری صفتی فرشتہ خوی
چشمش کہ بہ تشنہ می دہد آب   ہر گوشۂ او دکان قصاب
مژگانش خدنگ بے نشانہ   شرمندۂ شوخیش زمانہ

---

(۱) ایضاً ص ۶۸   (۲) ایضاً ص ۶۹

ہر غمزہ او بہ زیر مژگان | چوں شیر نہفتہ در نیستان (۱)

طوطی نے کئی بار رتن کے سامنے پدم کا حسن بیان کیا اور رتن ہر بار کہتا تھا کہ ایک بار اور کہو یہاں تک کہ وہ مئے عشق سے سرشار ہو کر مدہوش ہو گیا۔ اپنے تاج وتخت کو برباد کر دیا اور ملک وسپاہ کو فراموش کر دیا بجز پدم کے اور کچھ یاد نہ رہا

ہم ملک وسپاہ رفت از یاد | ہم تاج وسریر داد برباد
بربست زبان گفتگو را | بگشاد دہان ہای ہو را
ہم باد جنوں بہ پیچیدہ | از ہر سر مو شرر تراوید
از عشق خلید دشنہ در دل | برخاک طپاں چو مرغ بسمل
زد جوشش تنور عشق بر جان | شد کشتی دیدہ غرق طوفان
جز روی پدم نہ نقش جانش | جز نام پدم نہ بر زبانش (۲)

رتن کی ماں نے جب بیٹے کی آشفتہ حالی کی خبر سنی تو فریاد کرتی اس کے پاس آئی۔ اسے خاک پر پڑا ہوا پایا تو نہایت غمگین ہوئی اور علاج کے لئے ماہر طبیب بلوائے لیکن عشق کا بیمار کب شفایاب ہوا ہے؟ اس کی بے چینی وبے قراری سب نے دیکھی اور سوز ودرد سے بھری آہیں سنی تو سب کو یقین ہو گیا کہ یہ دام عشق کا اسیر ہے۔ چنانچہ سب نے اس خیال کو ترک کر دینے کی نصیحت کی لیکن کسی کی نصیحت کا اس پر کوئی اثر نہ ہوا ماں کے آنسو اور خون حرم کی فریادیں بھی بیکار گئیں طوطی نے بھی عشق کے راستے کی مشکلات سے باخبر کر کے اسے اس ارادے سے باز رکھنے کی کوشش کی لیکن پدم کا عشق اس طرح اس کے رگ وپے میں سرایت کئے ہوئے تھا کہ کسی کی نصیحت اس پر کارگر نہ ہوئی۔ اور وہ جنون عشق میں فقیرانہ لباس پہن کر درویشانہ صورت بنا کر ملک سنگل کی طرف روانہ ہو گیا۔ (۳) سولہ ہزار جانباز بھی اس کے ساتھ ہو لئے آگے

---

(۱) ایضاً ص ۷۲ (۲) ایضاً ص ۷۵ (۳) ایضاً ص ۹۵

آگے رت اور پیچھے پیچھے اس کے جانباز ساتھی مثل پیر و مرید چلتے ہوئے اور راستے کی سخت تکالیف کا سامنا کرتے ہوئے دریا تک جا پہنچے۔ وہاں کے بادشاہ بھیتی (۱) کو جب اس خبر کی اطلاع ملی تو وہ رت سے ملنے آیا اور اس کو دریا کے خطرناک سفر سے آگاہ کیا اور واپس جانے کی درخواست کی لیکن جب بادشاہ نے دیکھا کہ رت ضد پر اڑا ہوا ہے اور اپنے والہانہ عشق میں دیوانگی کی حدوں تک جا پہنچا ہے تو کشتی کا انتظام کروایا۔ رت سولہ ہزار جانبازوں کے ساتھ کشتی پر سوار ہوا اور مشکلات کا مقابلہ کرتا ہوا ملک سنگل تک پہنچنے میں کامیاب ہوا۔ (۲)

طوطی سے پدم کے دیدار کی صورت دریافت کی اس نے انھیں مندر کے پاس ٹھہرنے کو کہا اور خود پدم کے محل کی طرف اڑ گئی وہاں بام پر بیٹھتے ہی اسیر کر لی گئی اور پدم کے محل میں پدم نے اپنے طوطی کو نہیں پہچانا مگر اسے اپنی طرف بغور دیکھتے ہوئے دیکھ کر سوچنے لگی کہ کوئی خاص بات ضرور ہے چنانچہ سب کی نگاہوں سے اسے چھپا کر خلوت گاہ میں لائی اور اس طرح دیکھنے کی وجہ دریافت کی طوطی نے اول تا آخر تمام سرگزشت کہہ سنائی۔ اپنے طوطی کو پاکر پدم بہت خوش ہوئی اور رت کی سرگزشت سن کر دل میں خوش ہوئی لیکن بظاہر بیزاری کا اظہار کیا۔ آخر کار طوطی نے پدم کو رت سے ملاقات کرنے پر راضی کر لیا۔ (۳) طوطی نے رت سے جا کر اول یہ کہا کہ یہ ملاقات ممکن نہیں ہے اس لئے کہ وہ عصمتکدہ میں رہتی ہے جہاں چاند سورج کا بھی گذر نہیں۔ ہر وقت سیکڑوں دایہ اور کنیزیں ہمراہ رہتی ہیں۔ رت دیدار سے نا امید ہو کر فراقِ یار میں رو یا تو پھر طوطی نے تسلی دی اور کہا کہ وہ ملنے ضرور آئے گی۔ پدم بت کے طواف کا بہانہ کر کے بتکدہ میں کنیزوں کے ہمراہ آئی جب بت پرستی کے رسوم سے فارغ ہوئی تو ایک کنیز نے اس سے درویشوں کا ذکر کیا۔ پدم کو بھی بہانہ مل گیا وہ بتکدہ سے درویشوں کو دیکھنے کے لئے روانہ ہوئی۔ (۴)

چوں یافت پدم رہ بہانہ   شد تیز چو تیر بر نشانہ

---

(۱) ایضاً ص ۱۰۲ (۲) ایضاً ص ۱۰۴ (۳) ایضاً ص ۱۱۶ (۴) ایضاً ص ۱۲۱

بچوں روی نمود از عماری | بر رتن فگند زخم کاری
رتن گشت شہید غمزہ دوست | انباشت بہ زخم مغز تا پوست
بربست دو چشم و ماند خموش | حیرت زدگیش کرد بے ہوش (۱)

رتن کے بے ہوش ہو جانے پر پدم واپس چلی گئی جب رتن ہوش میں آیا اور پدم کو نہ پایا تو اس کا دل فگار زار زار رویا سہ

می گفت کہ آہ چوں کنم آہ | دم در گلوی من است کوتاہ
اندوہ فراق با کہ گویم | شادی وصال از کہ جویم (۲)

ہجر و فراق کی آگ میں جلتا ہوا رتن خود کو آگ میں جلا کر ہلاکت تک پہنچنا ہی چاہ رہا تھا کہ ایک زاہد نے جو اس شہر میں رہتا تھا اسے جلنے سے باز رکھا اور صبر کی تلقین کی۔ رتن کے غم سے متاثر ہو کر زاہد نے خدا سے گریہ و زاری کے ساتھ دعا کی تو اچانک ہاتف غیبی نے وصل کی خبر دی۔ رتن وصل کا نام سن کر خوشی سے پھولا نہ سمایا اور سنگل کے بادشاہ سے ملنے کے لئے روانہ ہوا تمام ساتھی ناقوس بجاتے ہوئے اس کے ساتھ چلے (۳) حاجب نے قلعہ کے اندر داخل ہونے سے انھیں روک دیا اور قلعہ کا دروازہ بند کر دیا۔ بادشاہ کو جب ان کے آنے کی خبر ملی تو اس نے ان کے آنے کا سبب دریافت کروایا۔ رتن نے بادشاہ کے پیغامبر سے اپنے آنے کا مقصد صاف طور پر کہہ سنایا جسے سن کر پیغامبر بہت ناراض ہوا اور بادشاہ کے سامنے غلط بیانی سے کام لیا اور کہا کہ وہ گدا تیرے پاس آکر اپنا مطلب بیان کرنا چاہتا ہے جب تک وہ قلعہ میں داخل نہ ہوگا اس کا فتنہ کم نہ ہوگا یا جب تک اس کا سر تن سے جدا نہ کیا جائے گا وہ تیرے در سے واپس نہیں لوٹے گا۔ یہ سن کر بادشاہ نے انھیں قتل کروانا چاہا لیکن وزیر نے بادشاہ کو ایسا کرنے سے روکا اس لئے کہ درویشوں کا قتل کرنا معیوب بات تھی (۴)

رتن قلعہ کے باہر اپنی تقدیر پر آنسو بہا رہا تھا اس نے ایک کاغذ پر اپنے خون سے

---

(۱) ایضاً ص ۱۲۱ (۲) ص ۱۲۳ (۳) ایضاً ص ۱۲۸ (۴) ایضاً ص ۱۳۲۔

داستانِ غم لکھی اور پدم کے پاس بذریعہ طوطی روانہ کیا۔ پدم نے فراق نامہ پڑھا اور ٹھنڈی آہیں بھریں۔ رتن نے دوسرا فراق نامہ لکھا جس میں اپنی خستہ حالی اور بدحالی کا بیان بہت پُرسوز انداز سے لکھا۔ پدم اسے پڑھ کر زار زار روئی۔ طوطی نے زبانی رتن کے غم و اندوہ کا حال بھی سنایا جسے سُن کر وہ اور بھی روئی پھر اس نے رتن کو ایک خط لکھا جس میں اپنی مجبوری کا ذکر اور اپنی محبت کا اظہار کیا اور وصل کی شدید آرزو کی۔ یہ خط پڑھ کر رتن اتنا متاثر ہوا کہ ہاتھ میں تیشہ لے کر قلعہ کی دیوار میں نقب لگانے لگا۔ (۱) بادشاہ نے یہ خبر پاکر ان سب درویشوں کو قید کرنے اور رسولی پر چڑھا دینے کا حکم دیا (۲) طوطی نے پدم سے آکر واقعہ بیان کیا جسے سُن کر پدم نے خودکشی کا ارادہ کیا طوطی نے اس کی ہمت بندھائی اور اسے خودکشی کے ارادے سے باز رکھا۔ پدم نے رتن کے پاس یہ پیغام بھجوایا:

کای نقب زن حصار ناموس　　وی در غم عشق سخت محبوس

بردار گشندت از زبیداد　　من نیز شوم ہلاک ناشاد (۳)

غمزدہ پدم باپ کے پاس گئی اور گدا کی اصلیت بیان کی اور اس کی تمام سرگزشت سُنا کر اس کی سفارش کی۔ بادشاہ نے طوطی کو بُلوایا اور پدم کی باتوں کی تصدیق چاہی۔ طوطی نے بھی از آغاز تا انجام تمام داستانِ عشق کہہ سُنائی۔ بادشاہ حقیقت جان کر بہت پشیمان ہوا اور فوراً حکم دیا کہ اس گدا کو شاہانہ لباس پہنا کر اس کے سامنے لائیں چنانچہ رتن سے اپنی زیادتیوں کی معافی طلب کی اور پدم کی شادی اس سے بخوشی کر دی۔ (۴)

ایک سال رتن نے پدم کے ہمراہ نہایت شادمانی اور خوشی کے ساتھ ملک سنگل میں گذارا۔ (۵) ایک دن وہ شکار کے لئے گیا ہوا تھا ایک درخت کے نیچے گرمی سے بچنے کے لئے بیٹھ گیا اور پرندوں کی باتیں سننے لگا۔ اچانک ان پرندوں کے درمیان ایک خستہ حال اور

---

(۱) ایضاً ص ۱۴۷ (۲) ایضاً ص ۱۵۱ (۳) ایضاً ص ۱۵۲ (۴) ایضاً ص ۱۷۸ (۵) ایضاً ص ۲۰۰

لاغر کوا آ گیا۔ دوسرے پرندوں کے پوچھنے پر اس نے بتایا کہ میں ملک چتوڑ سے آیا ہوں وہاں ایک بادشاہ تھا جس پہ عشق کا جنون سوار ہوا اور وہ تخت و تاج چھوڑ کر اس دیار میں آ گیا ہے اس کی جدائی میں بوڑھی ماں کا دل غمگین ہے۔ دن بھر آہیں بھرتی ہے اور روتی رہتی ہے۔ اگر کوئی مجھے اس بادشاہ کا پتہ بتا دے تو میں اس تک یہ پیغام پہنچا دوں۔ یہ سن کر درخت کے نیچے سے رت نے کہا کہ وہ ہی چتوڑ کا بادشاہ ہے اور اس نے پیغام سن لیا ہے۔ (۱) اس کے بعد رت کا دل نہایت بے قرار ہوا اور اپنے وطن جانے اور ماں سے ملنے کے لیے بے چین ہو گیا۔ پدم کے باپ سے وطن واپس جانے کی اجازت طلب کی اور پدم کے ہمراہ بڑے ساز و سامان کے ساتھ وہاں سے روانہ ہوا اور کشتی پر سوار ہوا۔ اپنے مال پر اسے غرور پیدا ہو گیا۔ (۲) تب ہی ایک بوڑھا آدمی وہاں آ پہنچا اور اس سے اس کی بے انتہا دولت کی زکوٰۃ کا خواہاں ہوا۔ رت مال کے نشے میں مغرور ہو کر اس پر برہم ہوا اور اسے کچھ نہ دیا۔ ابھی کچھ ہی دور گیا تھا کہ دریا میں ایک طوفان برپا ہوا اور تمام مال و دولت غرقِ آب ہو گیا۔ ایک تختے پر پدم اور دوسرے تختے پر رت مخالف سمتوں میں بہنے لگے۔ آخر کار پدم کا تختہ بہتا ہوا ایک شہر کے کنارے آ لگا۔ رکمن جو وہاں کے بادشاہ کی بیٹی تھی اس وقت دریا کا نظارہ کر رہی تھی اس کی نظر تختے پر پڑی تو فوراً تحقیقِ حال کے لیے خادموں کو بھیجا۔ خادموں نے بے ہوش پدم کو رکمن کے پاس پہنچا دیا۔ اسے دیکھ کر رکمن کے دل میں ہمدردی پیدا ہوئی اور اس کی تیمارداری اور دلجوئی میں مصروف ہو گئی۔ پدم نے ہوش میں آ کر رت کو یاد کیا اور ایک غیر مقام پر ایک ہمدرد پا کر اس سے اپنا حالِ غم کہہ سنایا۔ رکمن نے اپنے باپ سے رت کو تلاش کروانے کی درخواست کی بادشاہ کے حکم سے غوطہ خوروں نے ہر جگہ تلاش کیا مگر کچھ ہاتھ نہ آیا۔ (۳)

دوسری طرف رت تختے پر لیٹا ہوا غمِ ہجر کی آگ میں جل رہا تھا اور پدم کے نام کا ورد کر رہا

---

(۱) ایضاً ص ۱۶۹ (۲) ایضاً ص ۱۷۴ (۳) ایضاً ص ۱۸۰۔

تھا کہ وہی بوڑھا نظر آیا رتن نے اس کے قدموں میں اپنا سر رکھ دیا اور اپنی نادانی کی معافی طلب کی اور پھر پدم کے بارے میں دریافت کیا۔ بوڑھے نے اس سے آنکھیں بند کرنے کو کہا جب آنکھیں کھولیں تو ایک شہر سامنے پایا۔ دریافت سے اسے پتہ چلا کہ پدم اس شہر میں بادشاہ کی بیٹی کے ساتھ ہے۔ دونوں بچھڑے ہوئے پھر سے گلے مل گئے۔ (۱) دکن نے انھیں کافی ساز و سامان کے ساتھ رخصت کیا اور دونوں خوشی کے ساتھ ملک چتوڑ پہنچ گئے۔ بیٹے کو دیکھ کر ماں کا غم دور ہوا۔ رتن پھر سے ملک کا بادشاہ ہوا اور حکومت کے کاموں میں مشغول ہو گیا۔ جہاں بھی وہ کوئی صاحب ہنر دیکھتا تھا۔ اپنے دربار میں ملازم رکھ لیتا تھا۔ ایک برہمن بنام راگو جو سحر سے واقف تھا رتن کا ملازم ہوا۔ (۲) ایک دن دربارِ عام میں بادشاہ نے ایک سیارہ شناس سے چاند کی تاریخ معلوم کی اس نے جواب دیا اٹھائیس تاریخ ہے بادشاہ نے پھر پوچھا چاند کب نظر آئے گا اس نے جواب دیا دو دن بعد مگر راگو نے کہا چاند آج ہی نظر آئے گا چنانچہ شام کو چاند اس کے جادو سے نظر آگیا۔ رتن پر جب اس کے سحر کی حقیقت کھلی تو ایسے دھوکے باز کو ملک سے نکل جانے کا حکم دے دیا۔ پدم کو اس واقعہ کی خبر پہنچی تو اس نے بادشاہ تک یہ پیغام پہنچایا کہ وہ راگو کو واپس بلا لے اس لئے کہ وہ ملک کے راز سے واقف ہے کسی وقت بھی نقصان پہنچا سکتا ہے۔ بادشاہ نے پدم کی تجویز کو پسند فرمایا اور راگو کو واپس بلوایا (۳) پدم نے اسے اپنے محل کی کھڑکی کے باہر ایک محرم راز سے بلوایا تاکہ اس کے ساتھ لطف و مہربانی کرکے اس کی رنجش دور کر دے لیکن راگو نے جب اس کا بے مثال حسن دیکھا تو بے ہوش ہو گیا، جب ہوش میں آیا تو چتوڑ سے روانہ ہو گیا (۴) فریاد کرتا ہوا بہت سے بادشاہوں کے پاس گیا۔ دہلی کے سلطان علاؤالدین نے اسے پناہ دی۔ راگو نے سلطان کے سامنے پدم کے حسن کی ایسی تعریف بیان کی کہ اس کے دل میں پدم کے حصول کی خواہش پیدا ہوئی۔ اس نے رتن کے پاس یہ پیغام بھجوایا ؎

کاں پردہ نشیں عروس خود را — یعنی پدم بلند قدر را
بی عذر روان کند بہ درگاہ — جوید نہ بہ سوی سرکشی راہ

---

(۱) ایضاً ص ۱۸۲ (۲) ایضاً ص ۱۸۵ (۳) ایضاً ۱۸۹ (۴) ایضاً ص ۱۹۰

ورنہ کہ مراست تشنہ شمشیر ۔۔۔ در چشمہ خون اوکنم سیر (۱)

رتن پیغام سُنکر غیرت سے بدحال ہوا اور برہم ہوکر جنگ کے لئے آمادہ ہوگیا۔ میدانِ کارزار گرم ہوا طرفین کی بہت جانیں تلف ہوئیں۔ آٹھ سال تک محاصرہ جاری رہا۔ آخر رتن نے تنگ آکر ارادہ کیا کہ اپنے اہل و عیال کو جلاکر خود لڑتے ہوئے جان دے دے۔

رتن داشت بران عیال خود را ۔۔۔ کآتش بزند عیال خود را

وانگہ در قلعہ را گشاید ۔۔۔ از کوہ بلند زیر آید

با تیغ شہنشہ جہاندار ۔۔۔ بازد سر خویشتن دگر بار (۲)

سلطان کو جب رتن کے ارادے کی خبر ملی تو اس نے صلح کا پیغام دیا۔ صلح ہو جانے پر رتن نے اُسے محل کے اندر بلوایا اور دوستانہ خاطر و مدارات کے ساتھ پیش آیا۔ ہزار رنگ کے خوان تیار رکھے گئے۔ شطرنج کی بازی بھی ہوئی۔ شطرنج کھیلتے وقت سلطان کے ہاتھ میں ایک آئینہ تھا جس کا رُخ پدم کے محل کی کھڑکی کی طرف تھا کبھی وہ آئینہ کو دیکھتا اور کبھی مہرہ کو۔ اچانک پدم نے کھڑکی سے رُخِ زیبا نکال کر باہر دیکھا۔ اس کا حسین پرتو آئینہ میں دیکھ کر سلطان کا اضطراب بڑھ گیا۔ مکر و فریب کے ارادے سے رتن کا ہاتھ شفقت سے پکڑا اور محبت کی باتیں کرتا ہوا اپنے لشکر تک لے گیا۔ بے چارہ رتن سلطان کی چال نہ سمجھ سکا۔ سلطان اسے قید کرکے اپنے ملک لے گیا۔ (۳)

پدم یہ خبر جانگداز سُن کر نڈھال ہوگئی۔ علاؤالدین کے حکم سے دہلی سے ایک محتالہ پدم کے پاس آئی اور حیلہ سے اسے لے جانا چاہا مگر کنیزوں نے اس کی چال سمجھ لی اور پدم کو اس کے ہمراہ جانے سے روک دیا۔ (۴)

کورا و بادل وزیروں کو جب پدم کی زبوں حالی کی اطلاع ملی تو انھوں نے رتن کو

---

(۱) ایضاً ص ۱۹۲ (۲) ایضاً ص ۱۹۷ (۳) ایضاً ص ۲۰۳ (۴) ایضاً ص ۲۰۹

آزاد کرانے کے لئے ایک چال چلی۔ بہت سے محامل تیار کیئے گئے اور ایک محمل پدم کے لئے بھی تیار کیا گیا۔ اور ان میں ہوشیار و جنگ جو سپاہیوں کو بٹھا کر دہلی روانہ ہو گئے وہاں پہنچ کر پدم کی طرف سے یہ پیغام بھجوایا کہ پدم کنیزوں کے ہمراہ یہاں تک آگئی ہے وہ خود کو سلطان کی غلامی میں دینے کو تیار ہے لیکن اس سے قبل وہ رتن سے آخری ملاقات کرنا چاہتی ہے۔ (۱) سلطان یہ خبر مسرت سن کر خوشی سے پھولا نہ سمایا اور محامل کی تلاشی لیئے بغیر انھیں زنداں تک جانے کی اجازت دے دی۔ پدم کا محمل زنداں کے اندر چلا گیا جس میں سے ایک لوہار نکلا اس نے رتن کو زنجیروں سے آزاد کیا۔ کچھ باتوں کو قتل کر ڈالا۔ شور و غل کی آواز سن کر سلطان کی فوج حرکت میں آگئی ہر محمل سے جنگجو نکل پڑے۔ گورا دس ہزار سپاہیوں کے ساتھ مقابلے پر ڈٹ گیا اور بادل رتن کو لے کر وطن کی طرف روانہ ہو گیا۔ (۲) راستے میں سلطان کی فوج مزاحم ہوئی تو انھیں شکست دے کر ملک کی طرف روانہ ہو گئے۔ دیپال نامی (۳) ایک شخص جو رتن کا دشمن ہو گیا تھا اپنی فوج کے ہمراہ کمین گاہ میں چھپا ہوا تھا ان پر حملہ آور ہوا رتن نے بھی مقابلہ کیا مگر زخمی ہوا۔ اسی حالت میں اسے چتوڑ لایا گیا طبیبوں نے علاج کیا مگر اسے شفا نہ ہوئی۔ رتن سمجھ گیا کہ اب وہ کچھ ہی دیر کا مہمان ہے تو بہت رویا اور پدم کو اپنے پاس بلا کر اس سے کہا ؎

گفت ای غم تو انیس جانم ۔۔۔ نام تو ہمیشہ بر زبانم
تا ملک وجود جای من بود ۔۔۔ درد تو بہین دوای من بود
اکنوں کہ سوی عدم روانم ۔۔۔ پر از غم تست توشہ جانم
گر خاک خوردیس از ہلاکم ۔۔۔ روید گل عشق تو ز خاکم
آمد بہ سرم چو زندگانی ۔۔۔ تو دیر بزی نہ کامرانی

---

(۱) ایضاً ص ۲۱۴ (۲) ایضاً ص ۲۱۶ (۳) ایضاً ص ۲۱۸۔

گر راند قضا مرا جنازہ | تو جانب عیش کش جنازہ (۱)

پدم نے جواب دیا

برگفت پدم کہ ایں چہ یاری است | بگذاشتنم نہ دوستداری است
عمراز چہ من طرب بہ کام است | دور از تو بہ نزد من حرام است
ہستیم من و تو دو تن یکجان | بی وصل تو زندہ بود نتوان
گر تو شدی از حیات بی برگ | خوشتر بود از حیات من مرگ
در خاک تو خون خود کنم صستم | بازم بہ تو عشق در عدم ہم (۲)

ساتھ رت کی موت کے بعد پدم اس کے ساتھ جل کر ستی ہوگئی۔ اس کے بعد سلطان علاؤالدین نے چتوڑ کا محاصرہ کر کے اسے فتح کر لیا (۳) لیکن اسے جلی ہوئی راکھ کے سوا کچھ ہاتھ نہ لگا۔

بزمی یہ داستانِ درد بیان کر کے دنیا کی ناثباتی اور گردوں کی کرشمہ سازی سے آگاہ کرتا ہے۔ اور آخر میں اس داستان پر فخر کرتا ہے ؎

از خواندن نامہ رود گردان | ہر حرف تراشۂ جگر دان
طومار بخواں و نکتہ دریاب | در بتکدہ بین ہزار محراب
ایں گل کہ ز خاک ہند رستہ است | از آب کسی نہ روی شستہ است
انصاف کن و بسنج جو جو | کاین کہنہ زر است و سکۂ نو
ایں نقش کہ دل نشیں نگاری است | نے آتش کدۂ دلم بخاری است
ایں جرعہ کہ عقل از او خراب است | خمخانۂ عشق را شراب است
بس خون زدو چشم برکشیدم | کاین گلبن تازہ پر ودیدم (۱)

(باقی آئندہ)

(۱) ایضاً ص ۲۱۹ (۲) ایضاً ص ۲۲۰ (۳) ایضاً ص ۲۳۱ (۴) ایضاً ص ۲۴۳۔